

ابن الحسن محمدي

وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے

وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی و اتفاقی مسئلہ ہے اور اسی پر امت کا عمل ہے۔ قرآن و سنت کے دلائل اسی پر شاہد ہیں۔ آئیے اس بارے میں اجماع امت اور قرآن و سنت کے دلائل فہم سلف کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

اجماع امت

① عبد الملک بن ابوسلیمان نے تابعی امام عطاء بن ابورباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا: هَلْ عَلِمْتَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمَسِّحُ قَدَمَيْهِ؟ ”کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو جانتے ہیں کہ وہ (نگے) پاؤں پر مسح کرتا ہو؟“ تو انہوں نے فرمایا: لَا، وَاللَّهِ! مَا أَعْلَمُهُ. ”اللہ کی قسم! میں کسی ایسے صحابی کو نہیں جانتا۔“ (الطہور لأبي عبيد القاسم بن سلام:

357، وسندہ حسن، شرح معاني الآثار للطحاوي: 34/1، وسندہ صحيح)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: أَدْرَكَتْ أَحَدًا مِّنْهُمْ يَمَسِّحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ؟ ”کیا آپ نے کسی صحابی کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا ہے؟“ اس پر انہوں نے فرمایا: مُحَدَّثٌ. ”یہ صحابہ کرام کے بعد والوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 19/1، وسندہ حسن)

② امام حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ تابعی فرماتے ہیں: مَضَتْ السُّنَّةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَعْنِي بَعْثَ الْقَدَمَيْنِ. ”وضو میں پاؤں دھونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی متواتر سنت ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 19، 18/1، وسندہ حسن)

③ امام ابن منذر رحمہ اللہ (242-319ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعَ عَوَّامٌ أَهْلَ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الَّذِي يَجِبُ عَلَى مَنْ لَا خُفَّ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَقَدْ ثَبَتَ الْأَخْبَارُ بِذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ أَصْحَابِهِ.

”عام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص نے موزے نہ پہن رکھے ہوں، اس پر ٹخنوں تک پاؤں کو دھونا فرض ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار ثابت ہیں۔“ (الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 413/1)

④ ابن ہبیرہ (م: 560ھ) فرماتے ہیں: وَاتَّفَقُوا (أَيَّ الْإِمَامِ أَحْمَدُ وَالشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ) عَلَى وَجُوبِ غَسْلِ الْوُجْهِ كُلِّهِ، وَغَسْلِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ، وَغَسْلِ الرَّجْلَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَسْحِ الرَّأْسِ.

”امام احمد، امام شافعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ سب کا اتفاق ہے کہ وضو میں پورے چہرے، کہنیوں سمیت ہاتھوں، ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھونا اور سر کا مسح کرنا فرض ہے۔“

(الإفصاح: 72/1)

⑤ ابوبکر، ابن العربی، مالکی رحمہم اللہ (م: 543ھ) فرماتے ہیں: هَذِهِ سُنَّةٌ، اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهَا، وَرَأَى أَيْمَةُ الْأَحَادِيثِ الصِّحَاحَ فِيهَا.

”یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔ محدثین کرام نے اس بارے میں صحیح احادیث روایت کی ہیں۔“ (عارضۃ الأخوذی: 58/1)

⑥ حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) فرماتے ہیں: وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى وَجُوبِ غَسْلِ الْوُجْهِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرَّجْلَيْنِ، وَاسْتِيعَابِ جَمِيعِهِمَا بِالْغَسْلِ، وَانْفِرَدَتِ الرَّافِضَةُ عَنِ الْعُلَمَاءِ، فَقَالُوا: الْوَاجِبُ فِي الرَّجْلَيْنِ الْمَسْحُ، وَهَذَا خَطَأٌ مِنْهُمْ.

”وضو میں چہرے، دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو مکمل دھونا واجب ہے، اس پر

علمائے کرام کا اجماع ہے، لیکن رافضی اس مسئلے میں اہل علم سے جدا ہو گئے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وضو میں دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے۔ یہ ان کی خطا ہے۔“

(شرح صحیح مسلم: 107/3)

فَذَهَبَ جَمْعٌ مِّنَ الْفُقَهَاءِ، مِنْ أَهْلِ
الْفَتْوَى فِي الْأَعْصَارِ وَالْأَمْصَارِ، إِلَى أَنَّ الْوَاجِبَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ،
وَلَا يُجْزَى مَسْحُهُمَا، وَلَا يَجِبُ الْمَسْحُ مَعَ الْغَسْلِ، وَلَمْ يَثْبُتْ خِلَافٌ هَذَا
عَنْ أَحَدٍ يُعْتَدُّ بِهِ فِي الْجَمَاعِ، وَقَالَتِ الشَّيْعَةُ: الْوَاجِبُ مَسْحُهُمَا، وَقَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ وَالْجُبَّائِيُّ، رَأْسُ الْمُعْتَزِلَةِ: يَتَخَيَّرُ بَيْنَ الْمَسْحِ وَالْغَسْلِ.

”ہر دور اور ہر علاقے کے اہل فتویٰ فقہائے کرام کے ایک جم غفیر کا مذہب ہے کہ وضو میں ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھونا فرض ہے، ان کا مسح کافی نہیں ہوگا، نیز مسح اور غسل بیک وقت فرض نہیں۔ اس کے خلاف کوئی بات کسی بھی ایسے عالم سے ثابت نہیں جس کو اجماع کے انعقاد میں کوئی حیثیت دی جاتی ہو۔ اس کے برعکس شیعہ کا کہنا ہے کہ دونوں پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے، جبکہ محمد بن جریر اور معتزلہ کے سرغنہ جہائی کا کہنا ہے کہ وضو کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ پاؤں پر مسح کر لے یا ان کو دھو لے۔“ (شرح صحیح مسلم: 129/3)

تنبیہ بلیغ: اس عبارت میں مذکور محمد بن جریر سے مراد سنی

مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ نہیں، بلکہ ابن جریر شیعہ ہے، کیونکہ سنی مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ تو وضو میں پاؤں کو دھونا فرض سمجھتے تھے اور اسے فرض نہ سمجھنے والوں کا خوب رد بھی کرتے تھے، جیسا کہ آئندہ سطور میں ہم ان سے نقل بھی کریں گے۔ جبکہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس ابن جریر کا ذکر کیا ہے، جو وضو میں پاؤں دھونے یا مسح کرنے میں اختیار کا قائل تھا۔

بعض لوگوں کو ابن جریر طبری رحمہ اللہ کی ایک عبارت سے دھوکا لگ گیا اور انہوں نے پاؤں پر مسح یا ان کو دھونے کا اختیار دینے والے ابن جریر کو سنی مفسر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ خیال کر لیا۔

اس کا رد کرتے ہوئے سنی مفسر، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

فَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ اثْنَانِ؛ أَحَدُهُمَا شَيْعِيٌّ، وَإِلَيْهِ يُنسَبُ ذَلِكَ، وَيَنْزَهُونَ أَبَا جَعْفَرٍ مِّنْ هَذِهِ الصِّفَاتِ، وَالَّذِي عُوِّلَ عَلَيْهِ كَلَامُهُ فِي التَّفْسِيرِ أَنَّهُ يُوجِبُ غَسْلَ الْقَدَمَيْنِ، وَيُوجِبُ مَعَ الْغَسْلِ ذَلِكَهُمَا، وَلَكِنَّهُ عَبَّرَ عَنِ الدَّلِيلِ بِالْمَسْحِ، فَلَمْ يَفْهَمْ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ مُرَادَهُ جَيِّدًا، فَنَقَلُوا عَنْهُ أَنَّهُ يُوجِبُ الْجَمْعَ بَيْنَ الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ.

”بعض علمائے کرام یہ بتا دیا ہے کہ ابن جریر دو ہیں؛ ایک شیعہ ہے اور اسی کی طرف ایسی باتیں منسوب ہیں۔ یہ اہل علم ابو جعفر (طبری رحمہ اللہ) کو ان صفات سے پاک قرار دیتے ہیں۔ وضو میں بیک وقت پاؤں دھونے اور مسح کرنے کی فرضیت کے بارے میں ان کی تفسیر کی جس عبارت کو دلیل بنایا گیا ہے، اس میں [ذَلْكَ] (دھوتے وقت پاؤں کو) ملنے کو مسح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اکثر لوگ ان کی اس مراد کو اچھی طرح سمجھ نہیں پائے اور ان سے یہ نقل کرنا شروع کر دیا کہ وہ وضو میں بیک وقت پاؤں کو دھونا اور ان پر مسح کرنا واجب قرار دیتے ہیں۔“ (البداية والنهاية: 11/167)

ہندوستان کے مشہور عالم، علامہ، ابوالحسن، عبید اللہ، مبارکپوری رحمہ اللہ (1327-1414ھ) وضو کے سلسلے میں اہل علم کی طرف غلط باتوں کی نسبت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمِثْلُهُ نِسْبَةُ التَّخْيِيرِ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرٍ الطَّبْرِيِّ، صَاحِبِ التَّارِيخِ الْكَبِيرِ وَالتَّفْسِيرِ الشَّهِيرِ، وَقَدْ نَشَرَ رِوَاةُ الشَّيْعَةِ هَذِهِ الْأَكَاذِيبَ الْمُخْتَلَقَةَ، وَرَوَاهَا بَعْضُ أَهْلِ السُّنَّةِ، مِمَّنْ لَّمْ يُمَيِّزِ الصَّحِيحَ وَالسَّقِيمَ مِنَ الْأَخْبَارِ، بَلَا تَحَقُّقٍ وَلَا سَنَدٍ، وَاتَّسَعَ الْخَرَقُ عَلَى الرَّاقِعِ، وَلَعَلَّ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الْقَائِلُ بِالتَّخْيِيرِ، هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ بْنِ رُسْتَمِ الشَّيْعِيِّ، صَاحِبُ الْإِيضَاحِ لِلْمُتَرَشِّدِ فِي الْإِمَامَةِ، لَا أَبُو جَعْفَرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ بْنِ غَالِبٍ، الطَّبْرِيُّ الشَّافِعِيُّ، الَّذِي هُوَ مِنْ أَعْلَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَالْمَذْكُورُ فِي تَفْسِيرِهِ هَذَا، هُوَ

الْغَسْلُ فَقَطْ، لَا الْمَسْحُ، وَلَا الْجَمْعُ، وَلَا التَّخْيِيرُ الَّذِي نَسَبَهُ الشَّيْعَةُ إِلَيْهِ .

”اسی طرح کا معاملہ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ، جو کہ تاریخ کبیر اور مشہور تفسیر کے مصنف ہیں، کی طرف اس بات کی نسبت کا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے اور مسح کرنے میں اختیار ہے۔ یہ خود تراشیدہ جھوٹ شیعہ راویوں نے پھیلانے ہوئے ہیں اور صحت و سقم کی تمیز نہ رکھنے والے بعض سنی لوگوں نے ان جھوٹی باتوں کو بلا تحقیق و سند نقل کر کے بے گناہ کو مجرم قرار دے دیا ہے۔ جو محمد بن جریر وضو میں پاؤں کو دھونے یا مسح کرنے کے اختیار کا قائل ہے، وہ غالباً محمد بن جریر بن رستم شیعہ ہے، جو کہ [الْإِيضَاحُ لِلْمُتَرَشِّدِ فِي الْإِمَامَةِ] نامی کتاب کا مصنف ہے، نہ کہ ابو جعفر، محمد بن جریر بن غالب، طبری، شافعی، جو کہ اہل سنت کے کبار علماء میں سے ایک ہیں۔ ان کی تفسیر میں صرف پاؤں کو دھونے کا ذکر ہے، مسح کرنے کا نہیں، نہ ہی بیک وقت دونوں کام کرنے کا۔ شیعہ نے خواہ مخواہ ان کے ذمے یہ بات لگائی ہے۔“ (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: 102/2)

✽ علامہ نووی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى وَجُوبِ غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ، وَلَمْ يُخَالَفْ فِي ذَلِكَ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ .

”مسلمانوں کا وضو میں پاؤں دھونے کی فرضیت پر اجماع ہے۔ اس حوالے سے کسی ایسے عالم نے مخالفت نہیں کی، جس کی کوئی علمی حیثیت ہو۔“

(المجموع شرح المهذب: 417/1)

④ ابن نجيم حنفی (م: 970ھ) لکھتے ہیں:

فَإِنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلَى غَسْلِهِمَا، وَلَا اعْتِبَارَ بِخِلَافِ الرَّوَافِضِ .

”وضو میں پاؤں کو دھونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ رافضیوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔“

(البحر الرائق: 14/1)

فائدہ: ابو الحسن، مفضل بن محمد، تنوخی، حنفی، معتزلی، شیعہ (م: 442ھ) نے وضو

میں پاؤں دھونے کے وجوب پر ایک رسالہ [وَجُوبُ غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ] بھی لکھا ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 92/60، وسندہ صحیح)

مشہور فقیہ وادیب، سلیم بن ایوب، ابو الفتح، رازی (م : 447ھ) نے بھی ”غسل الرجلین“ کے عنوان سے کتاب لکھی ہے۔ (سیر أعلام النبلاء للذهبي : 647/17)

معروف فقیہ، علامہ، ابو الولید، باجی، مالکی (403-474ھ) نے بھی ”غسل الرجلین“ نامی کتاب تصنیف کی ہے۔ (طبقات المفسرين للداودي : 210/1)

قرآنی دلیل

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

(المائدة : 6)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں، کہنوں سمیت اپنے ہاتھوں اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو۔“

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں پاؤں کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ اس آیت کی صحیح تفسیر یہی ہے، کیونکہ:

① نبی اکرم ﷺ جو سب سے معتبر مفسر قرآن ہیں اور جو وحی الہی کی روشنی میں قرآنی آیات کی تفسیر اپنے قول و فعل اور تقریر سے فرماتے ہیں، انہوں نے وضو میں ننگے پاؤں کو دھونے ہی کی تعلیم دی ہے، ان پر مسح کرنے کی نہیں، جیسا کہ:

صحابی رسول، سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَقْرُبُ وَضُوءَهُ، ثُمَّ يَتَمَضَّمُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَشِرُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ فَمِهِ وَخِيشِمِهِ مَعَ الْمَاءِ، حِينَ يَنْتَشِرُ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ، كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أُنَامِلِهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا

خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ، فَيَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ يَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ، كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

”میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں خبر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب وضو شروع کرتا ہے اور کلی کرتے ہوئے اپنے ناک میں پانی ڈالتا ہے اور جھاڑتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے منہ اور اس کے ناک سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی ڈاڑھی کے اطراف سے گر جاتے ہیں۔ پھر وہ کہنیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں کے کناروں سے اس کے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ سر کا مسح کرتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اللہ کے حکم کے مطابق ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ پانی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کے کناروں سے گر جاتے ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہوتا ہے، اللہ کی شان کے لائق اس کی حمد و ثنا کرتا ہے، پھر دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اس کے (باقی ماندہ) گناہ (بھی) نکل جاتے ہیں، بالکل اس دن کی طرح، جس دن اس کی ماں نے اسے

جنم دیا تھا۔“ (مسند الإمام أحمد: 4/112، صحیح مسلم: 832، صحیح ابن خزيمة: 165)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں پاؤں کے دھونے کا حکم دیا ہے۔ وہ حکم کہاں ہے؟ اسی آیت کریمہ ہی میں تو ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (384-458ھ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَفِي ذَلِكَ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَ بِغَسْلِهِمَا.

”یہ حدیث بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں پاؤں کو دھونے کا حکم فرمایا ہے۔“

خاتمة المفسرين، حافظ ابن كثير رحمه الله (700-774 هـ) فرماتے ہیں:

وَفِيهِ: «ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ، كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ»، فَذَلَّ عَلَى أَنَّ الْقُرْآنَ يَأْمُرُ بِالْغَسْلِ. ”اس حدیث میں مذکور ہے کہ پھر وضو کرنے والا اللہ کے حکم کے مطابق اپنے پاؤں کو دھوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم پاؤں کو دھونے کا حکم دیتا ہے۔“
(تفسير القرآن العظيم: 495/2)

نبی اکرم ﷺ نے اپنے عمل مبارک سے بھی پاؤں کو دھونے ہی کی تعلیم دی ہے اور زندگی میں کبھی بھی ننگے پاؤں پر مسح نہیں فرمایا۔ اس پر تفصیلی بات آئندہ صفحات میں ہوگی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ﴿وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكُعَيْنِ﴾ میں ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾ کو زبر کی بجائے زیر سے پڑھتے ہوئے اس کا عطف ﴿بِرُّءُوسِكُمْ﴾ پر کریں گے اور جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے، اسی طرح پاؤں پر بھی مسح کیا جائے گا، ان کا رد اس حدیث سے ہو جاتا ہے۔ زبر پڑھیں یا زیر، دونوں قراءتیں صحیح ہیں، لیکن دونوں صورتوں میں معنی پاؤں کو دھونے ہی کا ہوگا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے امت کے لیے یہ بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاؤں کو دھونے کا حکم فرمایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے فعل مبارک سے بھی یہی ثابت کیا ہے۔ حدیث ہی قرآن کی سب سے معتبر تفسیر و تشریح ہے۔

علامہ ماوردی (364-450 هـ) لکھتے ہیں:

غَسَلَ الرَّجْلَيْنِ فِي الْوُضُوءِ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بِنَصِّ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَفَرَضُهَا عِنْدَ كَافَّةِ الْفُقَهَاءِ الْغَسْلُ دُونَ الْمَسْحِ.

”وضو میں پاؤں کو دھونا کتاب و سنت کی نصوص سے ثابت ہے اور اس پر اجماع ہے۔ تمام فقہاء کرام کے نزدیک پاؤں کا فرض ان کو دھونا ہے، نہ کہ ان کا مسح کرنا۔“

(الحاوي الكبير: 1/148)

علامہ کاسانی، حنفی (م: 587 هـ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فِي

الْوُضُوءُ، لَا يَجْعَدُهُ مُسْلِمٌ، فَكَانَ قَوْلُهُ وَفَعَلَهُ بَيَانَ الْمُرَادِ بِالْآيَةِ .

”یہ بات تواتر سے ثابت ہو چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو میں اپنے پاؤں مبارک دھوئے۔ کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا قول و فعل، قرآن کریم کی آیت مبارکہ کی تفسیر ہے۔“ (بدائع الصنائع: 6/1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

هَذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ دَالَّةٌ عَلَى وَجُوبِ غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ، مَعَ مَا ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى وَفْقِ مَا دَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ، وَهُمْ مُخَالِفُونَ لِذَلِكَ كُلِّهِ، وَلَيْسَ لَهُمْ دَلِيلٌ صَحِيحٌ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ .

وجوب پر دلالت کرتی ہے، پھر تواتر کے ساتھ اس آیت کریمہ کے موافق رسول اکرم ﷺ کا فعل مبارک بھی ثابت ہو گیا ہے۔ رافضی لوگ ان سب دلائل کی مخالفت کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس اس مسئلے میں کوئی بھی صحیح دلیل نہیں، واللہ الحمد!“ (تفسیر ابن کثیر: 497/2)

شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صِفَةِ وَضُوءِهِ، أَنَّهُ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وَهُوَ الْمُبِينُ لِأَمْرِ اللَّهِ، وَقَدْ قَالَ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ، الَّذِي رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُ مَطْوَلًا فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ: «ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ، كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ» .

”وضو کے بیان میں نبی اکرم ﷺ سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ آپ ﷺ ہی حکم الہی کی وضاحت کرتے ہیں۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ لمبی حدیث، جسے امام ابن خزیمہ وغیرہ نے وضو کی فضیلت میں بیان کیا ہے، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پھر وہ اپنے دونوں پاؤں کو دھوئے، جیسا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔“ (فتح الباری: 266/1)

زبر والی قراءت!

عکرمہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قَرَأَ: ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾، يَعْنِي: رَجَعَ الْأَمْرُ إِلَى الْغَسْلِ.

”انہوں نے زبر کے ساتھ پڑھا، یعنی اس آیت میں پاؤں کو دھونے کا حکم ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 19/1، وسنده صحيح)

امام مجاہد تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رَجَعَ الْقُرْآنُ إِلَى الْغَسْلِ، وَقَرَأَ:

﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾، وَنَصَبَهَا. ”قرآن کریم کا حکم دھونے کی طرف لوٹتا ہے،

انہوں نے نصب کے ساتھ پڑھا۔“ (شرح معاني الآثار للطحاوي: 40/1، وسنده صحيح)

امام ضحاک بن مزاحم تابعی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کو زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا:

إِعْسِلُوهَا غَسْلًا. ”پاؤں کو اچھی طرح دھوؤ۔“

(تفسير الطبري: 194/8، وسنده صحيح)

عروہ بن زبیر تابعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ قَرَأَهَا بِذَلِكَ ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾، وَقَالَ: عَادَ إِلَى الْغَسْلِ.

”انہوں نے زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: اس کا عطف دھونے پر ہے۔“

(الطه‌ور للإمام القاسم بن سلام: 359، وسنده صحيح)

امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اسے زبر کے ساتھ پڑھنا ہے یا زبر کے ساتھ؟ تو فرمایا:

إِنَّمَا هُوَ الْغَسْلُ، وَلَيْسَ بِالْمَسْحِ، لَا تُمَسِّحُ الْأَرْجُلُ، إِنَّمَا تَغْسِلُ.

”جیسے بھی پڑھا جائے، مراد دھونا ہی ہے، مسح کرنا نہیں۔ پاؤں پر مسح نہیں ہوگا، بلکہ ان

کو دھویا ہی جائے گا۔“ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جو پاؤں پر مسح کر لے، کیا اس کا

وضو ہو جائے گا؟ تو فرمایا: نہیں۔ (تفسير الطبري: 194/8، وسنده صحيح)

مقرئ مدینہ تلمیذ نافع، مشہور مجود ونحوی، عیسیٰ بن میناء، قالون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَرَأْتُ عَلَى نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَعِيمٍ الْقَارِئِ هَذِهِ الْقِرَاءَةُ

غَيْرَ مَرَّةٍ، نَذْكُرُ فِيهَا: ﴿بِرُّءُوسِكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ﴾ مَفْتُوحَةً.

”میں نے امام وقاری، نافع بن عبد الرحمن بن ابونعیم کے پاس کئی مرتبہ یہ قراءت پڑھی۔ ہم اس میں زبر کے ساتھ یوں پڑھتے تھے: ﴿بِرُّءُوسِكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ﴾.

(السنن الكبرى للبيهقي: 71/1، وسنده حسن)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَنَحْنُ نَقْرَأُهَا: ﴿بِرُّءُوسِكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ﴾ عَلَى مَعْنَى: اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ، وَأَيْدِيَكُمْ، وَأَرْجُلَكُمْ، وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ. ”ہم اسے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور معنی یہ ہوتا ہے کہ اپنے چہروں، ہاتھوں اور پاؤں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو۔“ (كتاب الأم: 42/1)

امام اسماعیل بن عبد الرحمن، سدی کبیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فَيَقُولُ: اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ، وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ، فَهَذَا مِنَ التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ. ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے چہروں اور پاؤں کو دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو۔ یہ تقدیم و تاخیر کے قبیل سے ہے۔“

(تفسير الطبري: 192/8، وسنده حسن)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَبِالْقِرَاءَةِ الْوَلِيَّ نَقْرَأُهَا ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾، وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ هَذِهِ الْقِرَاءَةِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الدَّالَّةُ عَلَى ذَلِكَ، وَهُوَ أَنَّهُ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَفِي غَسْلِهِ رِجْلَيْهِ دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ مَا قُلْنَا، لِأَنَّهُ الْمُؤَيَّنُ عَنِ اللَّهِ، وَعَنْ مَعْنَى مَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ: ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾. ”ہم پہلی (زبر والی) قراءت کے ساتھ ہی

پڑھتے ہیں۔ اس قراءت کے صحیح ہونے کی دلیل اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت شدہ وہ احادیث ہیں، جن میں آپ ﷺ کے پاؤں دھونے کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کا پاؤں دھونا ہمارے موقف کے صحیح ہونے کی بھی دلیل ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضاحت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مراد بتانے والے ہیں۔“

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 412/1)

سنی امام، ابو جعفر، محمد بن جریر، طبری رحمہ اللہ (224-310ھ) فرماتے ہیں:

اِخْتَلَفَتِ الْقُرَاءُ فِي قِرَاءَةِ ذَلِكَ، فَقَرَأَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ قُرَاءِ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ: ﴿وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ نَصْبًا، فَتَأْوِيلُهُ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ، وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ، وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ، وَإِذَا قُرِئَ كَذَلِكَ، كَانَ مِنَ الْمُؤَخَّرِ الَّذِي مَعْنَاهُ التَّقْدِيمُ، وَتَكُونُ الْأَرْجُلُ مَنْصُوبَةً عَطْفًا عَلَى الْأَيْدِي، وَتَأْوِيلُ قَارِءٍ وَذَلِكَ كَذَلِكَ: أَنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ إِنَّمَا أَمَرَ عِبَادَهُ بِغُسْلِ الْأَرْجُلِ، دُونَ الْمَسْحِ بِهَا.

”قراء کرام اس مقام کی قراءت میں مختلف ہوئے ہیں۔ حجاز اور عراق کے قراء کرام کی ایک جماعت نے اسے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہوگی کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو پہلے اپنے چہروں، کہنیوں سمیت ہاتھوں اور ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھولو، نیز اپنے سروں کا مسح کرلو۔ جب اسے نصب کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ لفظاً مؤخر اور معنأً مقدم ہوگا۔ [اَیْدِی] (ہاتھوں) پر عطف کی بنا پر [أَرْجُل] (پاؤں) کو منصوب پڑھا جائے گا۔ زبر کے ساتھ پڑھنے والوں نے تفسیر یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وضو میں پاؤں کو دھونے کا حکم فرمایا ہے، مسح کا نہیں۔“ (تفسیر الطبری: 8/188)

زیر والی قراءت اور اس کی صحیح تفسیر

زیر والی قراءت بھی اگرچہ ثابت ہے، لیکن اس سے بھی پاؤں دھونے کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ اس کی صحیح تفسیر بھی پاؤں کو دھونے ہی کی ہے، جیسا کہ:

صحابی رسول، سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَزَلَ الْقُرْآنُ بِالْمَسْحِ، وَالسُّنَّةُ الْغُسْلُ.

”قرآن تو مسح کے الفاظ میں نازل ہوا اور سنت پاؤں کو دھونا ہے۔“ (تفسیر الطبری: 8/195، وسندہ حسن)

مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں سر کے مسح پر عطف کرتے ہوئے ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾ کہا گیا، یعنی پاؤں پر مسح کا حکم دیا گیا، لیکن اس مسح کا صحیح معنی دھونا ہے، جیسا کہ قوی و فعلی

صورت میں نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

مسح کا معنی دھونا کیسے ہو سکتا ہے؟ عربی زبان میں مسح دھونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی دان لوگ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ نزال بن سبرہ تابعی رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک صحیح حدیث، جو ہم آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے، میں مسح دھونے کے معنی میں مستعمل ہے، نیز خود اس قول کے قائل، سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کا عمل یہی بتاتا ہے، جیسا کہ:

﴿مَشْهُورٌ تَابِعِي، مُجْمَدٌ طَوِيلٌ بَيَانٌ كَرْتَةٌ هِيَ: إِنَّ أَنْسًا كَانَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، حَتَّى يَسِيلَ الْمَاءُ. "سَيْدِنَا اَنْسُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِپْنِ پاؤں كو اتنا دھوتے كه پانی بہنے لگتا۔" (مصنف ابن أبي شيبة: 18/1، الأوسط لابن المنذر: 414/1، وسنده صحيح)

﴿نیز حمید طویل یہ بھی بیان کرتے ہیں:

قَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ لِّأَنَسٍ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! إِنَّ الْحَجَّاجَ خَطَبَنَا بِالْأَهْوَازِ، وَنَحْنُ مَعَهُ، فَذَكَرَ الطُّهُورَ، فَقَالَ: اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنْ ابْنِ آدَمَ أَقْرَبَ إِلَيَّ خَبِيثَةٍ مِنْ قَدَمَيْهِ، فَاغْسِلُوا بَطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا وَعَرَائِيَهُمَا، فَقَالَ أَنَسٌ: صَدَقَ اللَّهُ، وَكَذَبَ الْحَجَّاجُ، قَالَ اللَّهُ: ﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾، قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا مَسَحَ قَدَمَيْهِ بِلَهُمَا.

”ہم سیدنا انس رحمہ اللہ کے پاس تھے تو ان کے بیٹے موسیٰ بن انس نے ان سے کہا: اے ابو حمزہ! ہم حجج کے ساتھ اہواز میں تھے، اس نے ہمیں خطبہ دیا اور طہارت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سروں اور پاؤں کا مسح کرو۔ ابن آدم کے پاؤں سے زیادہ اس کی کوئی چیز اس کی خباثت کے قریب نہیں، لہذا تم اپنے پاؤں کی چلی طرف، اوپر والی جانب اور ان کی ایڑھیاں اچھی طرح دھوؤ۔ یہ سن کر سیدنا انس رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، جبکہ حجج نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اتنا فرمایا ہے کہ: ﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ (تم اپنے سروں اور پاؤں کا مسح

کرو)۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ جب بھی اپنے پاؤں پر مسح کرتے تو انہیں بھگو لیتے۔“

(تفسیر الطبری: 195/8، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسح والے قرآنی حکم سے مراد دھونا ہے، اسی لیے تو وہ خود اللہ کے حکم کو سنت نبوی کی روشنی میں بجالاتے ہوئے اپنے پاؤں کو دھوتے تھے۔

رہی بات حجاج کو جھوٹا کہنے کی تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اسے پاؤں دھونے کا حکم دینے کی بنا پر جھوٹا نہیں کہا، بلکہ اس کی اس خود ساختہ دلیل کو جھوٹ قرار دیا کہ انسان کے پاؤں اس کی نجاست کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔۔۔ اگر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک پاؤں کو دھونا جھوٹ ہوتا تو وہ خود پاؤں کو کیوں دھوتے؟ اور اسے سنت رسول ﷺ کیوں کہتے؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ زیر والی قراءت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ زَعَمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ لَيْسَ فِي قِرَاءَةِ مَنْ قَرَأَ ﴿وَأَرْجِلُكُمْ﴾ عَلَى الْخَفْضِ، مَا يُوجِبُ الْمَسْحَ دُونَ الْغَسْلِ، لِأَنَّ الْعَرَبَ رُبَّمَا نَسَقَتِ الْحَرْفَ عَلَى طَرِيقَةِ الْمُجَاوِرِ لَهُ، قَالَ الْأَعَشِيُّ:

لَقَدْ كَانَ فِي حَوْلِ ثَوَاءٍ ثَوِيَّتُهُ تَقْضِي لُبَانَاتٍ وَيَسَامُ سَائِمٌ

قَالَ: فَخَفَضَ الثَّوَاءَ لِمُجَاوَرَتِهِ الْحَوْلَ، وَهُوَ فِي مَوْضِعِ رَفْعٍ، قَالَ: وَلُغَةً مَعْرُوفَةً لَتَمِيمٍ قَوْلُهُمْ [جَحْرُ ضَبِّ خَرِبٍ]، قَالَ: وَالْخَرِبُ صِفَةٌ لِلْجَحْرِ، فَخَفَضُوهُ لِمُجَاوَرَتِهِ الضَّبِّ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَغَسَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَيْهِ، وَقَوْلُهُ: «وَيْلٌ لِللَّاعِقَابِ مِنَ النَّارِ»، كِفَايَةُ لِمَنْ وَفَّقَهُ اللَّهُ لِلصَّوَابِ، وَدَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الَّذِي يَجِبُ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ، لَا الْمَسْحَ عَلَيْهِمَا، لِأَنَّهُ الْمُبِينُ عَنِ اللَّهِ مَعْنَى مَا أَرَادَ مِمَّا فَرَضَ فِي كِتَابِهِ.

”بعض اہل علم نے بتایا ہے کہ جر (زیر) کے ساتھ پڑھنے میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں جو دھونے کی بجائے مسح کو ضروری قرار دے، کیونکہ عرب لوگ کبھی کبھی قریبی لفظ کی بنا پر اعراب دے دیتے ہیں، جیسے شاعر اعشی نے کہا ہے:

لَقَدْ كَانَ فِي حَوْلِ ثَوَاءٍ ثَوَيْتُهُ تَقْضِي لُبَانَاتٍ وَيَسَامُ سَائِمٌ
یہاں شاعر نے ثواء کو حول کے قریب ہونے کی بنا پر جر (زیر) دے دی، حالانکہ وہ محل
رفع میں تھا۔ اسی طرح بنو تمیم کی معروف لغت ہے کہ: [جَحْرُ ضَبِّ خَرِبٍ] اس جملے
میں لفظ [خرِب] لفظ [حُر] کی صفت ہے، لیکن انہوں نے اسے لفظ [ضَب] کے قریب ہونے
کی بنا پر جر (زیر) دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اپنے پاؤں مبارک دھوئے اور
فرمایا کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ویل نامی وادی ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حق
قبول کرنے کی توفیق دی ہے، اس کے لیے یہی بات کافی ہے۔ یہ احادیث اس بات پر دلیل
ہیں کہ وضو میں پاؤں کو دھونا ہی واجب ہے، مسح کرنا نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہی قرآن کریم
میں فرض کی گئی چیز کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔“
(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 1/414)

محدث اندلس، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (368-463ھ) فرماتے ہیں:

وَإِنْ كَانَتْ قَدْ قَرِئَتْ: ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾، بِالْجَرِّ، فَذَلِكَ مَعْطُوفٌ عَلَى
الْلَفْظِ، دُونَ الْمَعْنَى، وَالْمَعْنَى فِيهِ الْغَسْلُ، عَلَى التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ، فَكَأَنَّهُ
قَالَ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى
الْمَرَافِقِ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ، وَالْقَرَأَتَانِ بِالنَّصْبِ
وَالْجَرِّ صَحِيحَتَانِ مُسْتَفِيدَتَانِ، وَالْمَسْحُ ضِدُّ الْغَسْلِ، وَمُخَالِفٌ لَهُ، وَغَيْرُ
أَنْ تُبْطَلَ إِحْدَى الْقَرَأَتَيْنِ بِالْأُخْرَى، مَا وَجَدَ إِلَى تَخْرِيجِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا
سَبِيلٌ، وَقَدْ وَجَدْنَا الْعَرَبَ تَخْفِضُ بِالْجَوَارِ، ---، فَعَلَى مَا ذَكَرْنَا تَكُونُ
مَعْنَى الْقِرَاءَةِ بِالْجَرِّ النَّصْبُ، وَيَكُونُ الْخَفْضُ عَلَى اللَّفْظِ لِلْمَجَاوِرَةِ،
وَالْمَعْنَى الْغَسْلُ، وَقَدْ يُرَادُ بِالْفِطْرِ الْمَسْحُ الْغَسْلُ عِنْدَ الْعَرَبِ، مِنْ قَوْلِهِمْ:
تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ، وَالْمُرَادُ الْغَسْلُ، وَيُشِيرُ إِلَى هَذَا التَّأْوِيلِ كُلُّهُ قَوْلُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ».

”اگرچہ اسے زیر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، لیکن یہ لفظ پر عطف ہے، معنی پر نہیں۔ یہ تقدیم و تاخیر کے قبیل سے ہے اور اس کا معنی دھونا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں، کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو دھولو اور اپنے سروں کا مسح کر لو۔ نصب (زبر) اور جر (زیر) کے ساتھ دونوں قراءتیں صحیح اور مشہور ہیں۔ (ظاہری طور پر اگرچہ) مسح دھونے کی ضد اور اس کے خلاف ہے، لیکن دونوں قراءتوں میں ایک کو باطل کہنا اس وقت تک جائز نہیں، جب تک دونوں کی مطابقت و موافقت کا کوئی راستہ ہو۔ ہم نے دیکھا ہے کہ عرب لوگ قرب کی بنا پر جر (زیر) دے دیتے ہیں۔۔۔ ہمارے بیان کے مطابق جر (زیر) والی قراءت کا معنی نصب (زبر) والا ہی ہے، جبکہ جر (زیر) صرف قرب کی وجہ سے لفظی طور پر ہے، چنانچہ اس کا معنی دھونا ہی ہے۔ پھر کبھی عرب لوگ مسح کا لفظ دھونے پر بول دیتے ہیں، جیسا کہ عرب کہتے ہیں: [تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ] (میں نے نماز کے لیے مسح کیا) اور مراد (وضو میں اعضاء کو) دھونا ہوتا ہے۔ اسی معنی کی طرف نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے: «وَبِلَّائِعْقَابِ مِنَ النَّارِ» (خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے)۔“

(التمهيد لما في المؤطأ من المعاني والأسانيد : 255,254/24)

علامہ محمد بن علی بن محمد، ابن ابی العزحفی رحمہ اللہ (731-792ھ) فرماتے ہیں :

وَلَفْظُ الْآيَةِ لَا يُخَالِفُ مَا تَوَاتَرَ مِنَ السُّنَّةِ، فَإِنَّ الْمَسْحَ كَمَا يُطْلَقُ وَبِرَادُ بِهِ الْإِصَابَةُ، كَذَلِكَ يُطْلَقُ وَبِرَادُ بِهِ الْإِسَالَةُ، كَمَا تَقُولُ (الْعَرَبُ) : تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ، وَفِي الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَرِدْ بِمَسْحِ الرَّجُلَيْنِ الْمَسْحَ الَّذِي هُوَ قَسِيمُ الْغَسْلِ، بَلِ الْمَسْحَ الَّذِي الْغَسْلُ قِسْمٌ مِنْهُ، فَإِنَّهُ قَالَ : ﴿إِلَى الْكُعْبَيْنِ﴾، وَلَمْ يَقُلْ : إِلَى الْكِعَابِ، كَمَا قَالَ : ﴿إِلَى الْمِرَافِقِ﴾، فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ فِي كُلِّ رَجُلٍ كَعْبٌ وَاحِدٌ، كَمَا فِي كُلِّ يَدٍ مَرْفَقٌ وَاحِدٌ، بَلْ فِي كُلِّ رَجُلٍ كَعْبَانِ، فَيَكُونُ تَعَالَى قَدْ أَمَرَ بِالْمَسْحِ إِلَى

الْعَظَمَيْنِ النَّاتِيَيْنِ، وَهَذَا هُوَ الْغَسْلُ، فَإِنَّ مَنْ يَمْسَحُ الْمَسْحَ الْخَاصَّ
يَجْعَلُ الْمَسْحَ لِيُظْهِرَ الْقَدَمَيْنِ، وَجَعَلَ الْكَعْبَيْنِ فِي الْآيَةِ غَايَةً يَرُدُّ
قَوْلَهُمْ، فَدَعَوَاهُمْ أَنَّ الْفَرَضَ مَسْحُ الرَّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، الَّذِينَ هُمَا
مُجْتَمِعُ السَّاقِ وَالْقَدَمِ، عِنْدَ مَعْقِدِ الشَّرَاكِ، مَرْدُودٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، ---،
فَالسُّنَّةُ الْمُتَوَاتِرَةُ تَقْضِي عَلَى مَا يَفْهَمُهُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ ظَاهِرِ الْقُرْآنِ،
فَإِنَّ الرَّسُولَ بَيَّنَّ لِلنَّاسِ لَفْظَ الْقُرْآنِ وَمَعْنَاهُ ﷺ

” (زیر والی قراءت کے ساتھ بھی) آیتِ کریمہ کے الفاظ متواتر سنت (وضو میں
پاؤں کو دھونے) کے خلاف نہیں، کیونکہ جس طرح مسح سے مراد ہاتھ لگانا ہے، اسی طرح مسح
سے مراد پانی بہانا بھی ہے۔ اس سلسلے میں عربوں کا یہ قول دلیل ہے کہ [تَمَسَّحْتُ
لِلصَّلَاةِ] میں نے نماز کے لیے وضو کیا۔ اس آیتِ کریمہ میں وہ قرینہ موجود ہیں جو بتاتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد وہ مسح نہیں جو دھونے کے برعکس ہے، بلکہ وہ مسح مراد ہے جس کی
ایک قسم دھونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [تثنیہ کے صیغے کے ساتھ] دونوں
ٹخنوں تک) فرمایا ہے، إِلَى الْكَعْبَيْنِ [جمع کے صیغے کے ساتھ] ٹخنوں تک) نہیں
فرمایا۔ جبکہ ہاتھوں کے بارے میں [جمع کے صیغے کے ساتھ] کہنیوں تک) فرمایا ہے۔ اس
سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہر ہاتھ میں ایک کہنی ہوتی ہے، اس طرح ہر پاؤں میں ایک ٹخنہ
نہیں ہوتا، بلکہ ہر پاؤں میں دو ٹخنے ہوتے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے دو ابھری ہوئی ہڈیوں
تک مسح کا حکم دیا ہے اور یہ دھونے ہی سے ممکن ہے، کیونکہ خاص (خشک) مسح تو پاؤں کی
اوپر والی جانب ہی ہوتا ہے۔ اس آیت میں دونوں ٹخنوں تک مسح کا حکم رافضیوں کے دعوے
کا رد کرتا ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ان دو ٹخنوں تک پاؤں کا مسح فرض ہے جو تسمہ باندھنے
کے مقام کے پاس پاؤں اور پنڈلی کے ملنے کی جگہ پر ہوتے ہیں، لیکن ان کا یہ دعویٰ کتاب و
سنت کے دلائل کی روشنی میں مردود ہے۔۔۔ یوں سنت متواترہ اس مفہوم کو غلط قرار دیتی ہے
جسے بعض لوگ قرآن کریم کے ظاہری الفاظ سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ

نے لوگوں کو قرآن کریم کے الفاظ بھی بتائے ہیں اور ان کا معنی بھی بیان فرمایا ہے۔“
(شرح العقيدة الطحاویة، ص: 387,386)

مشہور امام لغت و ادب، محمد بن احمد بن ازہری (282-370ھ) لکھتے ہیں:
وَهِيَ أَجُودُ الْقِرَاءَةِ تَيْنِ، لِمُوَافَقَتِهَا الْأَخْبَارَ الصَّحِيحَةَ عَنِ النَّبِيِّ،
عَلَيْهِ السَّلَامُ، فِي غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ، وَمَنْ قَرَأَ ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾ عَظَفَهَا عَلَى
قَوْلِهِ: ﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾، وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُرَادَ بِمَسْحِ الْأَرْجُلِ
غَسْلَهَا، وَذَلِكَ أَنَّ الْمَسْحَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يَكُونُ غَسْلًا، وَيَكُونُ مَسْحًا
بِالْيَدِ، وَالْأَخْبَارُ جَاءَتْ بِغَسْلِ الْأَرْجُلِ وَمَسْحِ الرُّؤُوسِ، وَمَنْ جَعَلَ مَسْحَ
الْأَرْجُلِ كَمَسْحِ الرُّؤُوسِ، خُطُوطًا بِالْأَصَابِعِ، فَقَدْ خَالَفَ مَا صَحَّ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ﴿وَيْلٌ لِلْعَرَاقِبِ مِنَ النَّارِ﴾.

”یہ (فتح والی قراءت) عمدہ ترین قراءت ہے، کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ سے وضو میں پاؤں دھونے کے بارے میں مروی صحیح روایات کے موافق ہے۔ جس نے اسے زیر کے ساتھ پڑھا ہے، اس نے اسے سر کے مسح پر عطف کیا ہے۔ سنت نبوی میں اس کی مراد پاؤں کو دھونے سے بیان کی گئی ہے، کیونکہ کلام عرب میں جس طرح مسح ہاتھ پھیرنے کے معنی میں آتا ہے، اسی طرح دھونے کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے سر پر مسح کرنے اور پاؤں کو دھونے کی احادیث ثابت ہیں۔ لہذا جو شخص پاؤں پر بھی سر کی طرح انگلیوں سے خطوط کھینچ کر مسح کرتا ہے، وہ رسول اکرم ﷺ کے اس صحیح فرمان مبارک کی مخالفت کرتا ہے کہ: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے۔“

(معاني القراءات: 1/326)

حافظ، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہ اللہ (701-774ھ) فرماتے ہیں:
وَهَذِهِ قِرَاءَةٌ ظَاهِرَةٌ فِي وَجُوبِ الْغَسْلِ، كَمَا قَالَ السَّلَفُ.
”سلف کے مطابق یہ قراءت پاؤں دھونے کے وجوب میں بالکل واضح ہے۔“

(تفسير القرآن العظيم: 2/490)

مشہور شارح حدیث، علامہ طیبی رحمہ اللہ (م: 743ھ) فرماتے ہیں:

ذَهَبَ الشَّيْعَةُ إِلَى أَنَّهُ يُمَسَّحُ عَلَى الرَّجْلَيْنِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ عَلَى قِرَاءَةِ الْجَرِّ، فَإِنَّهُ تَعَالَى عَطَفَ الرَّجْلَ عَلَى الرَّأْسِ، وَالرَّأْسُ يُمَسَّحُ، فَكَذَا الرَّجْلُ، قُلْنَا: وَقَدْ قُرِيَ بِالنَّصْبِ، عَطْفًا عَلَى قَوْلِهِ: ﴿وَأَيِّدِيكُمْ﴾، وَإِذَا ذُهِبَ إِلَى الْمَسْحِ يَبْقَى مُقْتَضَى النَّصِّ غَيْرَ مَعْمُولٍ بِهِ، بِخِلَافِ الْعَكْسِ، فَإِنَّ الْمَسْحَ مَعْمُورٌ بِالْغَسْلِ، عَلَى أَنَّ الْحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ تَوَاتَرَتْ، مُعَاضِدَةً لِقِرَاءَةِ النَّصْبِ، فَوَجِبَ تَأْوِيلُ الْقِرَاءَةِ بِالْكَسْرِ، وَفِيهِ وَجُوهٌ؛ أَحَدُهَا الْعَطْفُ عَلَى الْجَوَارِ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿عَذَابَ يَوْمِ الْيَمِّ﴾ (هود: 26)، وَالْأَلِيمُ صِفَةُ الْعَذَابِ، فَأَخَذَ إِعْرَابُ الْيَوْمِ لِلْمُجَاوَرَةِ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ﴾ (هود: 84)-----، وَالثَّانِي الْإِسْتِغْنَاءُ بِأَحَدِ الْفِعْلَيْنِ عَنِ الْآخَرِ، وَالْعَرَبُ إِذَا اجْتَمَعَ فِعْلَانِ مُتَقَارِبَانِ فِي الْمَعْنَى، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مُتَعَلِّقٌ، جَوَزْتُ ذِكْرَ أَحَدِ الْفِعْلَيْنِ، وَعَطَفَ مُتَعَلِّقَ الْمَحْذُوفِ عَلَى مُتَعَلِّقِ الْمَذْكُورِ، عَلَى حَسَبِ مَا يَقْتَضِيهِ لَفْظُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ شَرِيكُهُ فِي أَصْلِ الْفِعْلِ، كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ:

يَا لَيْتَ! بَعْلُكَ قَدْ غَدَا مُتَقَلِّدًا سَيْفًا وَرُمْحًا

وَكَقَوْلِ الْآخَرِ:، عَلَفْتُهَا تَبْنًا وَمَاءً بَارِدًا، تَقْدِيرُهُ: عَلَفْتُهَا تَبْنًا، وَسَقَيْتُهَا مَاءً بَارِدًا، وَمُتَقَلِّدًا سَيْفًا، وَحَامِلًا رُمْحًا، وَالثَّالِثُ قَوْلُ الزَّجَّاجِ: يَجُوزُ ﴿أَرْجُلِكُمْ﴾ بِالْخَفْضِ، عَلَى مَعْنَى: فَاغْسِلُوا، لِأَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ قَدْ دَلَّ عَلَيْهِ، لِأَنَّ التَّحْدِيدَ يُفِيدُ الْغَسْلَ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِلَى الْمِرَافِقِ﴾، وَلَوْ أُرِيدَ الْمَسْحُ لَمْ يَحْتَجْ إِلَى التَّحْدِيدِ، كَمَا فِي قَوْلِهِ: ﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾ مِنْ غَيْرِ تَحْدِيدٍ، وَيُطْلَقُ الْمَسْحُ عَلَى الْغَسْلِ.

”راضی شیعوں کا مذہب ہے کہ وضو میں پاؤں پر مسح کیا جائے گا۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [رجل] [پاؤں] کا عطف [راس] (سر) پر کیا ہے۔ لہذا جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے، اسی طرح پاؤں کا بھی مسح کیا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسے [ایدی] [ہاتھوں] پر عطف کرتے ہوئے نصب (زبر) کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ جب مسح کرنے کا مذہب اپنایا جائے گا تو فرمان باری تعالیٰ کا تقاضا پورا نہیں ہو سکے گا۔ اس کے برعکس اگر دھویا جائے گا تو مسح پر بھی عمل ہو جائے گا۔ پھر متواتر صحیح احادیث بھی نصب (زبر) والی قراءت کی تائید کرتی ہیں۔ لہذا کسرہ (زیر) والی قراءت کی تاویل کرنا ضروری ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ زیر کو جوار (قریبی لفظ) کی بنا پر تسلیم کیا جائے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿عَذَابَ يَوْمٍ إِلَيْهِمْ﴾ (ہود 11: 26)، یہاں پر لفظ [إِلَيْهِمْ]، لفظ [عذاب] کی صفت ہے، لیکن قرب کی بنا پر اس نے [إِلَيْهِمْ] کا اعراب لے لیا۔ اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ﴾ (ہود 11: 84)، اس میں لفظ [مُحِيطٍ]، لفظ [عذاب] کی صفت ہے، (لیکن اس نے قرب کی وجہ سے [یوم] کا اعراب قبول کر لیا)۔۔۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو فعلوں میں سے ایک کو حذف مان کر دوسرے پر اکتفا تسلیم کیا جائے۔ عرب لوگ ایسا کرتے رہتے ہیں کہ جب دو فعل قریب المعنی ہوں اور دونوں کے متعلق موجود ہوں تو الفاظ کے تقاضے کے مطابق وہ ان میں سے ایک کو حذف کر کے محذوف کے متعلق کو مذکور کے متعلق پر عطف کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ دوسرا متعلق بھی پہلے متعلق کے ساتھ اصل فعل میں شریک تھا۔ اس کی مثال شاعر کا یہ قول ہے:

يَا لَيْتَ ! بَعْلُكَ قَدْ غَدَا مُتَقَلِّدًا سَيْفًا وَرُمَحًا

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے: عَلَفْتُهَا تَبْنًا وَمَاءً بَارِدًا.

دوسری عبارت اصل میں یوں تھی: عَلَفْتُهَا تَبْنًا وَسَقَيْتُهَا مَاءً بَارِدًا. جبکہ پہلی عبارت اصل میں یوں تھی: مُتَقَلِّدًا سَيْفًا وَحَامِلًا رُمَحًا۔ (اسی طرح اس آیت کریمہ

کی اصل عبارت یوں ہوگی کہ اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ۔ تیسری صورت علامہ زجاج نے بیان کی ہے کہ زیر کے ساتھ پڑھنے پر یہاں دھونے کا معنی ہوگا، کیونکہ ’ٹخنوں سمیت‘ کی قید اس پر دلالت کرتی ہے۔ جس طرح ہاتھوں میں ’کہنیوں سمیت‘ کی قید ہے اور وہ دھوئے جاتے ہیں، اسی طرح پاؤں میں بھی ’ٹخنوں سمیت‘ کی قید ہے، لہذا انہیں بھی دھویا جائے گا۔ اگر پاؤں کا مسح ہی مراد ہوتا تو کسی قید کی ضرورت نہیں تھی، جیسا کہ سر پر مسح کرنے میں کوئی قید ذکر نہیں کی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مسح کا لفظ دھونے پر بھی بولا جاتا ہے۔“ (مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: 97/2)

حدیثی دلائل

ہم قرآنی دلیل کے ضمن میں صحابی رسول سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں کو دھونے کا حکم دیا اور اسے اللہ تعالیٰ کا حکم قرار دیا۔ آئیے اس حوالے سے مزید احادیث نبویہ ﷺ ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تَخَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِي سَفَرَةٍ سَافَرْنَاَهَا، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرَهَقْنَا الْعَصْرَ، فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ»، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

”ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ عین عصر کے وقت آپ ﷺ ہم سے آملے۔ ہم وضو کرنے اور اپنے پاؤں پر مسح کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ پکارا: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ’ویل‘ نامی وادی ہے۔“

(صحیح البخاری: 163، صحیح مسلم: 241)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا، لَمْ يَغْسِلْ عَقْبِيهِ، فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ». ”نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس

نے اپنی ایڑھیاں نہیں دھوئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی

’ویل‘ نامی وادی ہے۔ (صحیح البخاری: 165، صحیح مسلم: 242)

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: «وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ».

”خشک کونچوں کے لیے جہنم کی ’ویل‘ نامی وادی ہے۔“

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر سے فرمایا:

أَسْبَغُ الْوُضُوءَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «وَيْلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ». ”وضو اچھی طرح کیا کرو، کیونکہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ’ویل‘ نامی وادی ہے۔“ (صحیح مسلم: 240)

④ سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «وَيْلٌ لِلْعَقَابِ، وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ». ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

سنا ہے کہ خشک ایڑھیوں اور پاؤں کی خشک چلی اطراف کے لیے جہنم کی وادی ’ویل‘ ہے۔“ (مسند الإمام أحمد: 191/4، المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 162/1، السنن الکبریٰ للبیہقی: 70/1، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (163) اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (تفسیر ابن کثیر: 493/2) نے اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

⑤ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «وَيْلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ». ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم

کی وادی ’ویل‘ ہے۔“ (تفسیر الطبری: 205/8، وسندہ صحیح)

فائدہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَيْلٌ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ، يَهْوِي بِهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا، قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ

قَعْرَهَا» . ”ویل، جہنم کی ایک وادی ہے، جس میں گرنے کے بعد پیندے تک پہنچے میں کافر کو چالیس سال لگیں گے۔“ (صحیح ابن حبان: 7467، المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 57/2، 596/4، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ درّاج کی ابو الہیثم سے روایت کم از کم ”حسن“ ہوتی ہے۔

خشک ایڑھیوں والی حدیث اور فقہائے کرام

ان الفاظ پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یوں تبویب فرمائی ہے:

بَابُ غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ، وَلَا يُمَسَّحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ .

”اس بات کا بیان کہ پاؤں کو دھویا جائے گا، ان پر مسح نہیں کیا جائے گا۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفَقَّهَ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، إِذْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا خُفَّانِ أَوْ جَوْرَبَانِ .

”اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جب پاؤں پر موزے یا جرابیں نہ

ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔“ (سنن الترمذی، تحت الحديث: 41)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَعَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَيْهِ، وَقَوْلُهُ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ»، كِفَايَةُ لِمَنْ وَفَّقَهُ

اللَّهُ لِلصَّوَابِ، وَدَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الَّذِي يَجِبُ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ، لَا الْمَسْحُ

عَلَيْهِمَا، لِأَنَّهُ الْمُبَيَّنُّ عَنِ اللَّهِ مَعْنَى مَا أَرَادَ مِمَّا فَرَضَ فِي كِتَابِهِ .

”رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اپنے پاؤں مبارک دھوئے اور فرمایا کہ خشک ایڑھیوں

کے لیے جہنم کی ویل نامی وادی ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حق قبول کرنے کی توفیق دی

ہے، اس کے لیے یہی بات کافی ہے۔ یہ احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ وضو میں پاؤں کو

دھونا ہی واجب ہے، مسح کرنا نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہی قرآن کریم میں فرض کی گئی چیز کی

حقیقت بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔“

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 1/415)

امام ابن خزيمة رحمہ اللہ کی تبویب یہ ہے: **بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ بَطْنِ الْأَقْدَامِ فِي الْوُضُوءِ، فِيهِ أَيْضًا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمَيْنِ غَيْرُ مُؤَدٍّ لِلْفَرْضِ، لَا كَمَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ ظَهْرِهِمَا، لَا غَسْلُ جَمِيعِ الْقَدَمَيْنِ.**

”وضو میں پاؤں کے اندرونی حصوں کو نہ دھونے پر وعید کا بیان۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کے اوپر مسح کرنے والا فرض کو ادا نہیں کرتا۔ رافضیوں کا یہ خیال باطل ہے کہ وضو میں پاؤں کے اوپر مسح کرنا فرض ہے، پورے پاؤں کو دھونا فرض نہیں۔“

(صحیح ابن خزيمة: 1/84)

نیز مذکورہ حدیث پر ایک جگہ یوں تبویب کی ہے:

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْعَقِبَيْنِ فِي الْوُضُوءِ، وَالذَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْفَرْضَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ لَا مَسْحَهُمَا، إِذَا كَانَتَا بَادِيَتَيْنِ غَيْرَ مُغْطَّيَتَيْنِ بِالْخُفِّ، أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَ الْخُفِّ، لَا عَلَى مَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ لَا غَسْلَهُمَا، إِذْ لَوْ كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ مُؤَدِّيًا لِلْفَرْضِ، لَمَا جَازَ أَنْ يُقَالَ لِتَارِكِ فَضِيلَةٍ: وَيْلٌ لَهُ، وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَيْلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ»، إِذَا تَرَكَ الْمُتَوَضِّئُ غَسْلَ عَقِبَيْهِ.

”وضو میں ایڑھیوں کو نہ دھونے پر وعید کا بیان۔ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جب پاؤں ننگے ہوں اور وہ موزوں وغیرہ سے ڈھکے ہوئے نہ ہوں تو وضو میں ان کو دھونا فرض ہے، نہ کہ ان پر مسح کرنا۔ اگر ان پر مسح کرنے والا فرض کی ادائیگی کر لیتا ہوتا تو (پاؤں دھونا صرف) ایک فضیلت والا عمل (ہوتا اور اس) کے تارک کو جہنم کی وادی کی وعید دینا جائز نہ ہوتا، جبکہ ایک وضو کرنے والے نے اپنی ایڑھیاں نہ دھوئیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرما

دیا کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے۔“ (صحیح ابن خزيمة: 83/1)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفَقْهِ
إِجَابُ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ، وَفِي ذَلِكَ تَفْسِيرٌ لِّقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَرْجُلُكُمُ
إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾، وَيَبَيِّنُ أَنَّهُ أَرَادَ الْغَسْلَ، لَا الْمَسْحَ.

”اس حدیث میں یہ فقہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ یہ حدیث فرمان الہی:
﴿وَأَرْجُلُكُمُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ کی تفسیر ہے اور واضح طور پر بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد
پاؤں کو دھونا ہے، نہ کہ مسح کرنا۔“ (التهميد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: 254/14)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غَسَلَ الرَّجُلَيْنِ شَرْعٌ لَّا زِمَ، بَيْنَهُ
لَنَا الرَّسُولُ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، وَقَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ»، وَعَلَيْهِ
الْأُمَّةُ، وَلَا عَتَبَارَ لِمَنْ شَذَّ. ”وضو میں پاؤں کو دھونا فرض ہے۔ یہ بات
ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے یہ کہہ کر بیان فرمادی ہے: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی
’ویل‘ ہے۔ پوری امت کا اسی پر عمل ہے۔ امت سے بچھڑ جانے والوں کا کوئی اعتبار نہیں۔“

(سير أعلام النبلاء: 4/127)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَوَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنْ هَذِهِ الْحَادِيثِ
ظَاهِرَةٌ، وَذَلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَ فَرَضُ الرَّجُلَيْنِ مَسْحَهُمَا، أَوْ أَنَّهُ يَجُوزُ ذَلِكَ
فِيهِمَا، لَمَا تَوَعَّدَ عَلَى تَرْكِهِ. ”ان احادیث سے استدلال بہت واضح ہے،
کیونکہ اگر پاؤں پر مسح کرنا فرض ہوتا یا یہ وضو میں کافی ہوتا تو نبی اکرم ﷺ نہ دھونے پر وعید
نہ فرماتے۔“ (تفسير القرآن العظيم: 2/494)

شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728) فرماتے ہیں:

وَمَا تَقَوْلُهُ الْإِمَامِيَّةُ مِنْ أَنَّ الْفَرَضَ مَسْحُ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ،
اللَّذَيْنِ هُمَا مُجْتَمِعُ السَّاقِ وَالْقَدَمِ، عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ، أَمْرٌ لَا يَدُلُّ عَلَيْهِ
الْقُرْآنُ بِوَجْهِ مِّنَ الْوُجُوهِ، وَلَا فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيثٌ يُعْرَفُ، وَلَا هُوَ مَعْرُوفٌ عَنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ، بَلْ هُمْ مُخَالِفُونَ لِلْقُرْآنِ

وَالسُّنَّةُ الْمُتَوَاتِرَةُ، وَلِإِجْمَاعِ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ.
 ”امامیہ رافضیوں نے یہ جو بات گھڑ لی ہے کہ پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے اور وہ بھی
 ان ٹخنوں تک جو ان کے نزدیک پنڈلی اور پاؤں کے جوڑ کے قریب تسمیہ باندھنے والی جگہ
 واقع ہیں، یہ ایسی بات ہے جس پر قرآن کریم کسی بھی طرح دلالت نہیں کرتا، نہ اس بارے
 میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث معروف ہے، نہ یہ بات سلف امت سے جانی گئی ہے۔
 بلکہ اس سلسلے میں رافضی لوگ قرآن کریم، سنت متواترہ اور سابقون اولون اور تابعین کرام
 کے اجماع کے مخالف ہیں۔“ (منہاج السنّة النبویّة: 4/177)

⑥ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
 إِنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ، فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفْرِ عَلَى قَدَمِهِ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «ارْجِعْ، فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ»، فَارْجَعَ، ثُمَّ صَلَّى.
 ”ایک آدمی نے وضو کیا، لیکن اپنے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی۔
 نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔ وہ آدمی واپس گیا
 (دوبارہ وضو کیا)، پھر نماز پڑھی۔“ (صحیح مسلم: 243)

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
 إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ تَوَضَّأَ، وَتَرَكَ عَلَى
 قَدَمِهِ مَوْضِعَ الظُّفْرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ارْجِعْ،
 فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ». ”ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،
 اس نے وضو کیا تھا لیکن اپنے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑی ہوئی تھی۔
 آپ ﷺ نے اسے فرمایا: واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔“

(مسند الإمام أحمد: 3/146، مسند أبي يعلى: 2944، سنن أبي داود: 173، سنن ابن
 ماجه: 665، وسنده صحيح)

⑤ نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ بیان فرماتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي، وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُמَعَةٌ قَدَرِ الدَّرْهِمِ، لَمْ يُصْبِهَا الْمَاءُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ. ”رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس کے پاؤں میں ایک درہم کے برابر خشک جگہ تھی، جہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ وہ دوبارہ وضو کرے۔“

(مسند الإمام أحمد: 424/3، سنن أبي داود: 175، وسنده حسن)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَهَذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ قَوِيٌّ صَحِيحٌ.

”یہ سند عمدہ قوی اور صحیح ہے۔“ (تفسیر القرآن العظیم: 495/2)

⑨ سیدنا عبد اللہ بن زید رحمہ اللہ، نبی اکرم ﷺ کے وضو کے بیان میں فرماتے ہیں: ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ. ”پھر آپ ﷺ نے ٹخنوں سمیت

اپنے پاؤں مبارک دھوئے۔“ (صحیح البخاری: 186، صحیح مسلم: 235)

⑩ عبد خیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: أَتَانَا عَلِيٌّ وَقَدْ صَلَّى، فَدَعَا بِطَهُورٍ، فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بِالطَّهُورِ وَقَدْ صَلَّى، مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا، فَأَتَانَا فِيهِ مَاءٌ وَطُسْتٌ، فَأَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ---، فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، وَرِجْلَهُ الشِّمَالِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: [مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَذَا]. ”سیدنا علی رحمہ اللہ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ

نے نماز پڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ ہم نے سوچا: آپ پانی کو کیا کریں گے؟ حالانکہ نماز تو آپ نے پڑھ رکھی ہے۔ آپ صرف ہمیں وضو سکھانا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس ایک پانی والا برتن اور ایک تشتی لائی گئی۔ آپ نے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی انڈیلا اور تین مرتبہ ہاتھ دھوئے۔۔۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر فرمایا: جو شخص رسول اللہ ﷺ کا

وضو جانا چاہے، وہ یہ وضو دیکھ لے۔“ (سنن أبي داود: 111، سنن النسائي: 92، وسنده صحيح)

⑪ جُبَيْر بن نُفَيْر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا جُبَيْرٍ الْكِنْدِيَّ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ لَهُ بِوُضُوءٍ، فَقَالَ: «تَوَضَّأُ يَا أَبَا جُبَيْرٍ!»، فَبَدَأَ بِفِيهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَبْدَأُ بِفِيكَ، فَإِنَّ الْكَافِرَ يَبْدَأُ بِفِيهِ»، وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وضو کا پانی منگوایا اور فرمایا: ابو جبر! وضو کرو۔ انہوں نے اپنے منہ سے شروع کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ سے شروع نہ کرو، کیونکہ کافر منہ سے شروع کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر تین تین دفعہ وضو کیا، پھر سر کا مسح فرمایا، پھر اپنے دونوں پاؤں مبارک دھوئے۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 37/1، السنن الكبرى للبيهقي: 47، 46/1، وصححه ابن حبان: 1089، وسنده حسن)

⑫ سیدنا عثمان بن عفان رضي الله عنه کے وضو کے بارے میں ہے:

ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ”پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں پاؤں کو کعبوں سمیت دھویا، پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا وضو اسی طرح تھا۔“ (صحیح البخاری: 185، صحیح مسلم: 235)

⑬ سیدنا ابن عباس رضي الله عنه کے وضو کے بارے میں روایت ہے:

.....، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِّنْ مَّاءٍ، فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ الْيُمْنَى، حَتَّى غَسَلَهَا، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرَى، فَغَسَلَ بِهَا رِجْلَهُ، يَعْنِي الْيُسْرَى، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ. ”آپ نے اپنے سر کا مسح کیا، پھر ایک چُلو میں پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر

بہایا، حتی کہ اسے دھولیا، پھر ایک اور چٹو پانی کا لیا اور اس سے بایاں پاؤں دھویا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 268/1، صحيح البخاري: 140)

۱۴ قرشی صحابی، سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْلُكُ بِخَنْصَرِهِ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ. ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (وضو میں) اپنی چھنگلی کے ساتھ اپنے پاؤں کی انگلیوں کی درمیانی جگہ کو مل رہے تھے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 47,46/1، وسنده حسن)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

”بلاشبہ یہ حدیث حسن ہے۔“ (أَيْضًا)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهَذَا لَا يَكُونُ إِلَّا فِي الْغَسْلِ، لِأَنَّ الْمَسْحَ لَا يَبْلُغُ فِيهِ ذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ عَلَى ظُهُورِ الْقَدَمَيْنِ خَاصَّةً.

”ایسا (پاؤں کی انگلیوں کی درمیانی جگہ کو ملنا) صرف دھونے میں ہو سکتا ہے، کیونکہ مسح میں ایسی نوبت نہیں آتی، وہ تو صرف پاؤں کی اوپر والی جانب ہوتا ہے۔“

(شرح معاني الآثار: 37/1)

۱۵ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے وضو کا طریقہ بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَسْبَغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالَغْ فِي الْاسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا.

”وضو کو اچھی طرح مکمل کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو، اگر روزہ نہ رکھا ہو تو ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو۔“ (سنن أبي داود: 142، سنن الترمذي: 38، وقال: حسن صحيح،

سنن ابن ماجه: 407، وسنده حسن، وأخرجه أحمد: 211/4، وأبو داود: 143، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزمیہ (150)، امام ابن حبان (1054) اور امام حاکم (148,147/1)

رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے۔

وضو میں پاؤں دھونے کے بارے میں اور بھی صحیح احادیث موجود ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث کے بارے میں امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

فَهَذِهِ الْأَثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ فِي وَضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ.

”یہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے متواتر ثابت ہیں کہ آپ نے نماز کے لیے وضو میں اپنے پاؤں مبارک دھوئے ہیں۔“

(شرح معانی الآثار: 37/1)

ان احادیث کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ (384-458ھ) فرماتے ہیں:

فَهَذِهِ الرِّوَايَاتُ اتَّفَقَتْ عَلَى أَنَّهُ غَسَلَهَا.

”یہ ساری احادیث اتفاقاً طور پر بتا رہی ہیں کہ آپ ﷺ نے وضو میں پاؤں کو دھویا ہے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 73/1)

صحابہ و تابعین

صحابہ کرام میں سے کوئی بھی وضو میں پاؤں کو دھونے کے وجوب کی نفی نہیں کرتا تھا۔ اس کے برعکس ہم گزشتہ صفحات میں کئی ایک صحابہ کرام و تابعین عظام سے وضو میں پاؤں دھونے کا وجوب ثابت کر چکے ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں:

امام مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنْ كُنْتُ لَأَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ.

”میں (وضو کے لیے) پانی اٹھاتا اور آپ ﷺ اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 18/1، وسنده صحيح)

مشہور فقیہ تابعی، ابو جبر، لاحق بن حمید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ.

”وہ (وضو میں) اپنے پاؤں دھوتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 19/1، وسنده صحيح)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے غلام، یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ . ”وہ اپنے پاؤں کو دھوتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 19/1، وسنده صحيح)

شبهات کا ازالہ

شبه نمبر ①: نزال بن سبرہ تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے:

صَلَيْنَا مَعَ عَلِيٍّ، رَضَوَانُ اللَّهُ عَلَيْهِ، الظُّهْرَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الرَّحْبَةِ، قَالَ: فَدَعَا بِإِنَاءٍ، فِيهِ شَرَابٌ، فَآخَذَهُ، فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ، وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَدَمَيْهِ، ثُمَّ شَرِبَ فَضْلَهُ، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَشْرَبُوا، وَهُمْ قِيَامٌ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ، وَقَالَ: هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ.

”ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی، پھر ہم رجبہ کی طرف نکلے۔ آپ نے ایک پانی والا برتن منگوایا، اس کو پکڑ کر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اپنے چہرے، ہاتھوں، سر اور پاؤں کا مسح کیا، پھر وضو سے باقی بچنے والا پانی کھڑے کھڑے نوش کیا اور فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو کروہ سمجھتے ہیں۔ جس طرح میں نے کر کے دکھایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بالکل ایسے ہی کیا تھا اور فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے، جو بے وضو نہ ہوا ہو۔“

(مسند الطيالسي: 22/1، ح: 148، مسند الإمام أحمد: 153/1، صحيح البخاري: 5615، سنن النسائي: 130، صحيح ابن خزيمة: 202/2، صحيح ابن حبان: 1057، والسياق له، السنن الكبرى للبيهقي: 75/1، وسنده صحيح)

یہ حدیث پاؤں پر مسح کرنے کی دلیل نہیں بن سکتی، بلکہ اس حدیث سے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسح، غسل خفیف، یعنی ہلکا سا دھونے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، کیونکہ اس حدیث کے جو الفاظ ہم نے ذکر کیے ہیں، ان میں پاؤں کے ساتھ ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر بھی مسح کرنے کا بیان ہوا ہے، جبکہ اسی حدیث میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھونے کے الفاظ بھی آئے ہیں، اسی حدیث کی ایک روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

مَسَد طِيَالِسِي کے الفاظ یہ ہیں: فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ --- .

”آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔“

دوسری بات اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ غسل خفیف والی یہ صورت اس وقت اپنائی جاسکتی ہے، جب وضو کرنے والا پہلے ہی سے با وضو ہو اور کسی کو تعلیم دینے یا سستی ختم کرنے جیسے کسی دوسرے مقصد کے لیے دوبارہ وضو کر رہا ہو۔

اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ نے یوں تبویب کی ہے:

صِفَةُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ . ”بے وضو ہوئے بغیر وضو کرنے کا طریقہ۔“

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ كَانَ، وَهُوَ طَاهِرٌ، لَا مُحَدَّثٌ .

”اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں پر مسح اس وقت کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم با وضو تھے، بے وضو نہیں تھے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ میں تبویب کی ہے:

ذِكْرُ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا كَانَ يَمْسَحُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، رِجْلَيْهِ فِي وَضُوئِهِ . ”اس سبب (با وضو ہونے کی حالت میں وضو

کرنے) کا بیان جس کی بنا پر سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ وضو میں پاؤں پر مسح کرتے تھے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ الثَّابِتِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الرَّجْلَيْنِ، إِنْ صَحَّ، عَنِ بَعْضِ: وَهُوَ طَاهِرٌ، غَيْرُ مُحَدَّثٍ، إِلَّا أَنَّ بَعْضَ الرُّوَاةِ كَانَهُ اخْتَصَرَ الْحَدِيثَ، فَلَمْ يَنْقُلْ قَوْلَهُ: «هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ» .

”اس ثابت حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پاؤں پر مسح کرنا مروی ہے، اگر وہ ثابت ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے کے وقت با وضو تھے، بے وضو نہ تھے، لیکن بعض راویوں نے اختصار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

فرمان نقل نہیں کیا کہ یہ اس شخص کا وضو ہے، جو بے وضو نہ ہو۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 75/1)

شبہ نمبر ۲ : عبد خیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، يَمْسَحُ ظَهْرَ قَدَمَيْهِ، وَيَقُولُ : لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى ظَهْرِهِمَا، لَظَنَنْتُ أَنَّ بَطْنَهُمَا أَحَقُّ .
”میں نے سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اپنے پاؤں کے

اوپر والی جانب مسح کرتے دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے : اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاؤں کے اوپر مسح کرتے نہ دیکھتا تو سمجھ لیتا کہ پاؤں کی چٹائی جانب مسح کی زیادہ مستحق ہے۔“

(مسند الحميدي: 26/1، ح: 47، وسنده صحيح)

یہ حدیث ننگے پاؤں پر مسح کے بارے میں نہیں، بلکہ موزوں پر مسح کے بارے میں ہے، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پاؤں کو دھونا اور اسے سنت نبوی قرار دینا ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اسی لیے بعض اہل علم نے اس حدیث کو منسوخ بھی کہا ہے، جیسا کہ :

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد خود امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

إِنْ كَانَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَهُوَ سُنَّةٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَى غَيْرِ الْخُفَّيْنِ، فَهُوَ مَنْسُوخٌ .

”اگر اس حدیث میں موزوں پر مسح مراد ہے تو یہ سنت ہے اور اگر ننگے پاؤں مسح کا

ذکر ہے تو یہ منسوخ ہے۔“

امام اندلس، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں :

مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ يَحْمِلُ هَذَا عَلَى الْمَسْحِ عَلَى ظَهْرِ الْخُفَّيْنِ، وَيَقُولُ : مَعْنَى ذِكْرِ الْقَدَمَيْنِ هُنَا أَنْ يَكُونَا مُغَيَّيْنِ فِي الْخُفَّيْنِ، فَهَذَا هُوَ الْمَسْحُ الَّذِي ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلُهُ، وَأَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَلَا يَصِحُّ عَنْهُ بِوَجْهِ مِّنَ الْوُجُوهِ، وَمَنْ قَالَ : إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى ظَاهِرِهِ، جَعَلَهُ مَنْسُوخًا بِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «وَبِلَّ

لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ». ”بعض اہل علم اس حدیث کو موزوں کے اوپر مسح کرنے پر محمول کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں پاؤں سے مراد موزوں سے ڈھکے ہوئے پاؤں ہیں۔ یوں یہ مسح وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے فعلًا ثابت ہے۔ اس کے برعکس ننگے پاؤں پر مسح کرنا آپ ﷺ سے کہیں بھی ثابت نہیں۔ جو اہل علم اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی (ننگے پاؤں پر مسح) پر محمول کرتے ہیں، وہ اسے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے ذریعے منسوخ قرار دیتے ہیں: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ» (خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے)۔“ (149/11)

امام دارمی رحمہ اللہ (181-255ھ) فرماتے ہیں:

هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ بِقَوْلِهِ: «وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ». ”یہ حدیث اس فرمان باری تعالیٰ کے ذریعے منسوخ ہو گئی ہے کہ: «وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ» (تم اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ)۔“ (مسند الدارمی: 195/1)

صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کرنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی نے بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں دیگر صحابہ کرام بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اعتماد کرتے تھے، جیسا کہ:

شرح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں موزوں پر مسح کے بارے میں سوال کرنے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

عَلَيْكَ يَا أَبْنَى أَبِي طَالِبٍ، فَاسْأَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ.

”آپ ابو طالب کے بیٹے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے پاس چلے جائیں اور ان سے پوچھیں، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے اور ہم نے انہی سے پوچھا تھا اور انہوں

نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسح کا وقت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں، جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کیا تھا۔“ (صحیح مسلم: 276)

یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جو پاؤں پر مسح کی روایت بیان کی ہے، تو اس سے مراد موزوں پر مسح ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو گیا ہے۔ رافضی شیعہ موزوں پر مسح، جو کہ رسول اللہ ﷺ سے متواتر ثابت ہے، کے قائل نہیں ہوئے، لہذا موزوں پر مسح والی حدیث سے پاؤں پر مسح ثابت کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ السُّنَّةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ، وَبِغَسْلِ الرَّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضِيَّةُ تُخَالِفُ هَذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ.

”وضو میں موزوں پر مسح کرنا اور ننگے پاؤں کو دھونا نبی اکرم ﷺ کی متواتر سنت ہے،

لیکن رافضی لوگ ان متواتر سنت کے مخالف ہیں۔“ (منہاج السنة النبویة: 4/177)

علامہ محمد بن علی بن محمد، ابن ابی العزحفی رحمہ اللہ (731-792ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ السُّنَّةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ، وَبِغَسْلِ الرَّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضَةُ تُخَالِفُ هَذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ.

”موزوں پر مسح کرنا اور پاؤں کو دھونا، رسول اکرم ﷺ کی متواتر سنت سے ثابت ہے، لیکن

رافضی لوگ اس سنت متواترہ کی مخالفت کرتے ہیں۔“ (شرح العقيدة الطحاوية، ص: 386)

اسی سلسلے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُوعِيَّةَ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ، قَوْلًا مِّنْهُ وَفِعْلًا، ---، وَقَدْ خَالَفتِ الرَّوَافِضُ ذَلِكَ كُلَّهُ بِلَا مُسْتَنَدٍ، بَلْ بِجَهْلٍ وَضَلَالٍ، مَعَ أَنَّهُ ثَابِتٌ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ، مِنْ رَّوَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

”رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ قولی و فعلی دونوں طرح سے موزوں پر مسح کرنا

ثابت ہے۔۔۔ لیکن رافضیوں نے اپنی جہالت و ضلالت کی بنا پر بلا دلیل ان ساری احادیث کی مخالفت کی ہے، باوجود اس کے کہ صحیح مسلم میں امیر المومنین سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس بارے میں ثابت ہے۔“ (تفسیر القرآن العظیم: 2/497)

شبہ نمبر (۳): ارح مولیٰ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْمَسْحِ، وَكَانَ هُوَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، كَيْفَ تَأْمُرُ بِالْمَسْحِ؟ فَقَالَ: بِئْسَمَا لِي إِِنْ كَانَ مَهْنَأُ لَكُمْ، وَإِثْمُهُ عَلَيَّ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ، وَيَأْمُرُ بِهِ، وَلَكِنَّهُ حُبَّ إِلَيَّ الْوُضُوءِ.

”آپ رضی اللہ عنہ مسح کرنے کا حکم دیتے تھے اور خود اپنے پاؤں دھوتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ مسح کا حکم کیسے دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: (اگر میں یہ مسح کا حکم اپنی طرف سے دیتا تو) یہ بات میرے لیے بہت بُری ہوتی کہ تمہیں (دھونے کی بجائے مسح کی صورت میں) اس کا فائدہ ہو جاتا اور (اپنی طرف سے حکم دینے کا) گناہ میرے ذمے لگتا رہتا۔ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے دیکھا ہے اور آپ ﷺ اس کا حکم بھی فرماتے تھے، لیکن مجھے وضو (پاؤں دھونا) زیادہ پسند ہے۔“

(المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية لابن حجر: 103، وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

یہ حدیث بھی ننگے پاؤں پر مسح کرنے کی دلیل نہیں، بلکہ اس میں موزوں پر مسح کی بات ہو رہی ہے۔ بات اتنی سی ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ لوگوں کو موزوں پر مسح کا حکم دیتے تھے، لیکن خود انہیں موزے اتار کر پاؤں دھونا زیادہ پسند تھا۔

شبہ نمبر (۴): سیدنا اوس بن ابواوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

”رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے اپنے جوتوں اور پاؤں مبارک پر مسح کیا۔“

(سنن أبي داود: 60، الطهور للقاسم بن سلام: 388)

یہ روایت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کے راوی عطاء عامری کی سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ

(الثقات: 202/5) کے کسی نے توثیق نہیں کی، لہذا یہ ”مجهول الحال“ ہے۔

اسے حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ نے ”مجهول الحال“ قرار دیا ہے۔

(بیان الوهم والإيهام: 116/4، الرقم: 1565)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا يُعْرَفُ إِلَّا بِإِيْنِهِ .

”یہ صرف اپنے بیٹے سے معروف ہے۔“ (میزان الاعتدال: 78/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ”مقبول“ (مجهول الحال) کہا ہے۔ (تقريب التهذيب: 4609)

شبه نمبر ۵: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ:

”وَضُوءٌ غَسَلَتَانِ، وَمَسْحَتَانِ .“
”وضو میں دو دفعہ دھونا اور دو دفعہ مسح کرنا ہوتا ہے۔“ (تفسير الطبري: 195/8)

اس روایت کی سند میں محمد بن قیس خراسانی نامی راوی موجود ہے، جس کی توثیق نہیں مل سکی، نیز اس میں ابن جریج رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ بھی ہے۔

یہی روایت مصنف عبد الرزاق (19/1، ج: 55) میں بھی موجود ہے، اس میں امام عبد الرزاق رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ ہے۔

شبه نمبر ۶: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَأَرْجُلُكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: هُوَ الْمَسْحُ . ”اس سے مراد مسح ہے۔“

(تفسير القرآن العظيم لابن كثير: 491/2)

اس کی سند علی بن زید بن جدعان ”ضعیف عند الجہور“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

شبه نمبر ۷: امام حسن بصری تابعی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

”إِنَّمَا هُوَ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ .“
”پاؤں پر مسح ہی فرض ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 18,17/1)

اس کی سند یونس بن عبید کی ”تدلیس“ کی بنا پر ”ضعیف“ ہے۔

شبه نمبر ۸: عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ عَلَى الرَّجْلَيْنِ غَسْلٌ، إِنَّمَا نَزَلَ فِيهِمَا الْمَسْحُ .

”پاؤں کو دھونا فرض نہیں، بلکہ ان کے بارے میں مسح کا حکم نازل ہوا ہے۔“

(تفسیر الطبري: 196/8، وسندہ حسن)

اسی طرح امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا: رَأَيْتُ عِكْرِمَةَ يَمْسَحُ عَلَى رِجْلَيْهِ، وَكَانَ يَقُولُ بِهِ . ”میں نے عکرمہ رحمہ اللہ کو اپنے پاؤں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس بارے میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 170/1، وسندہ صحيح)

نیز امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِنَّمَا هُوَ الْمَسْحُ عَلَى الرَّجْلَيْنِ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ مَا كَانَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ جُعِلَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ الْمَسْحُ أَهْمَلٌ . ”پاؤں پر مسح ہی فرض ہے، دیکھتے نہیں کہ جس عضو پر دھونا ضروری تھا، اس پر دھونا ضروری قرار دیا گیا اور جس پر مسح ضروری تھا، اس کو مہمل چھوڑ دیا گیا۔“

(تفسیر الطبري: 196/8، وسندہ صحيح)

منذر ثوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: كُنَّا مَعَ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ، فَأَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّأَ، وَعَلَيْهِ خُفَّانِ، فَتَزَعَّ خُفَّيْهِ، وَمَسَحَ عَلَى قَدَمَيْهِ .

”ہم (ابو القاسم، محمد بن علی بن ابو طالب) ابن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس تھے۔ انہوں نے وضو کرنے کا ارادہ کیا، انہوں نے موزے پہن رکھے تھے، انہوں نے موزے اتارے اور اپنے پاؤں پر مسح کیا۔“ (الطبقات الكبرى لابن سعد: 115/5، وسندہ صحيح)

ان میں سے بعض اقوال موزوں پر مسح کے بارے میں ہیں اور بعض میں مسح سے مراد غسل خف (ہلکا سا دھونا) ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں: فَهَذِهِ آثَارُ غَرِيبَةٍ جِدًّا، وَهِيَ مَحْمُولَةٌ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَسْحِ، هُوَ الْغُسْلُ الْخَفِيفُ، لِمَا سَنَذْكُرُهُ مِنَ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ فِي وُجُوبِ غُسْلِ الرَّجْلَيْنِ، ---، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: هِيَ مَحْمُولَةٌ عَلَى مَسْحِ الْقَدَمَيْنِ إِذَا كَانَ عَلَيْهِمَا الْخُفَّانِ، ---، وَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ، فَالْوَجِبُ غُسْلُ الرَّجْلَيْنِ فَرَضًا، لَا بُدَّ مِنْهُ، لِلآيَةِ وَالْأَحَادِيثِ الَّتِي سَنُورِدُهَا .

”یہ بہت ہی منفرد سے آثار ہیں۔ ان میں مسح سے مراد غسل خفیف (ہلکا سا دھونا) ہے، اس کی دلیل پاؤں دھونے کی فرضیت میں وہ صحیح حدیث ہے، جسے ہم ذکر کرنے والے ہیں۔۔۔ اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ (بعض) موزے پہنے ہونے کی حالت پر محمول ہیں۔ ان آثار سے جو بھی مراد ہو، آیت کریمہ اور وہ احادیث جو ہم پیش کرنے والے ہیں، ان کی بنا پر وضو میں پاؤں کو دھونا فرض واجب ہے۔“ (تفسیر القرآن العظیم: 492، 491/2)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی اس بات کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے:

سیدنا تمیم بن زید مازنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ بِالْمَاءِ عَلَى لِحْيَتِهِ وَرِجْلَيْهِ. ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی مبارک اور پاؤں مبارک پر پانی کے ساتھ مسح کیا (ان کو دھویا)۔“

(مسند الإمام أحمد: 40/4، المعجم الكبير للطبراني: 60/2، واللفظ له، وسنده صحيح)

امام ابن خزیمہ (201) رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

حافظ یثمی فرماتے ہیں: وَرِجَالُهُ مُوثِقُونَ.

”اس کے راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔“ (مجمع الزوائد: 234/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زَعَمَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّهُ لَا يَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ، وَهُوَ طَعْنٌ مَرْدُودٌ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

”حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ قابل حجت نہیں، لیکن ان کی یہ جرح مردود ہے اور اس حدیث کے سارے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔“ (اتحاف المہرۃ: 644/6)

نیز فرماتے ہیں: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ. ”اس کے راوی ثقہ ہیں۔“

(الإصابة في تمييز الصحابة: 490/1)

ثابت ہوا کہ لفظ مسح مشترک ہے، اس کا اطلاق دھونے پر بھی ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رحمہ اللہ سے روایت ہے:

تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَذْرَكْنَا، وَقَدْ أَرْهَقْتَنَا صَلَاةُ الْعَصْرِ، وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ»، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

”ایک سفر میں رسول اکرم ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ آپ ﷺ جب ہم سے ملے تو عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے۔ ہم پاؤں کو دھونے میں مصروف تھے تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی وِیل ہے۔“ (مسند الإمام أحمد: 211/2، واللفظ له، صحيح البخاري: 60، صحيح مسلم: 241)

یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ مسح بمعنی غسل (دھونا) بھی مستعمل ہے۔

اسی قبیل سے سیدنا رافع بن رافع رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ یہ فرمانِ رسول ہے:

«فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ».

”پھر وہ اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے اور اپنے سر کا مسح

کرے اور ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھوئے۔“ (سنن أبي داود: 858، مسند الإمام أحمد:

340/4، وسنده صحيح، وصححه ابن الجارود [194]، وابن خزيمة [545]، وابن حبان

[1787]، والحاكم [242/1]، ووافقه الذهبي)

اس حدیث میں بھی پاؤں کے مسح سے مراد ان کو دھونا ہے، یا اس میں وضو کے اعضاء

کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے تقدیم و تاخیر سے کام لیا گیا ہے اور پاؤں کا عطف چہرے اور

ہاتھ دھونے پر ہے، نہ کہ سر کے مسح پر۔ متواتر احادیث سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام

وضو میں پاؤں کو دھونا فرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوری زندگی بغیر موزوں کے

پاؤں پر مسح نہیں کیا، بلکہ پاؤں کو اچھی طرح دھونے کا حکم بھی فرمایا۔ دورانِ وضو پاؤں میں

خشک جگہ رہ جانے پر جہنم کی وادی وِیل کی وعید شدید بھی سنائی۔ اگر وضو میں ننگے پاؤں پر

بھی مسح کی گنجائش ہوتی تو اتنی وعید کیوں ہوتی؟

قرآن کریم کی آیت مبارکہ میں ﴿وَآزْجُلْكُمْ﴾ پر زبر پڑھیں یا زیر، دونوں صورتوں میں پاؤں دھونے ہوں گے، کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ نے وضو میں پاؤں دھوئے اور امت کو اسی کی تعلیم دی ہے، بلکہ پاؤں دھونے ہی کو اللہ تعالیٰ کا حکم بتایا ہے۔ یہ ساری قولی و فعلی احادیث، آیت قرآنی کی معتبر تفسیر ہیں۔

زبر کی قراءت کے مطابق ﴿وَآزْجُلْكُمْ﴾ کا عطف ان اعضاء پر ہے، جنہیں دھونے کا حکم دیا گیا ہے، باقی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سر کے مسح کے بعد پاؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ دراصل اس آیت کریمہ میں تقدیم و تاخیر کے اسلوب سے کام لیا گیا ہے، جو کہ کلام عرب میں رائج ہے۔ جبکہ زیر کی قراءت میں عربی زبان کے مشہور اسلوب کے مطابق چونکہ پڑوسی لفظ 'رؤس' پر زیر تھی، اس لیے 'ارجل' پر بھی زیر پڑھی گئی۔ یہ لفظی معاملہ ہے، معنوی طور پر پاؤں کا تعلق انہی اعضاء سے ہے جن کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ دونوں قراءتیں دو مختلف حالتوں کو ثابت کرتی ہیں۔ ننگے پاؤں ہوں تو زبر والی قراءت کے مطابق ان کو دھویا جائے گا اور اگر پاؤں پر موزے ہوں تو ان پر مسح کیا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت متواترہ ان دونوں صورتوں کی تائید کرتی ہے، لیکن افسوس کہ شیعہ لوگ ان دونوں سنتوں کے منکر ہیں۔

ذرا سوچیں کہ اگر ننگے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور اس پر عمل کرتے، لیکن کسی ایک بھی صحابی سے ننگے پاؤں مسح کرنا بالکل ثابت نہیں۔ صحابہ کرام ہی نے قرآن کریم کی آیات کریمہ کو ہم تک پہنچایا ہے اور انہی نے نبی اکرم ﷺ سے وضو میں پاؤں دھونے کی قولی و فعلی تعلیم نقل کی ہے۔ پھر قرآن کو قبول کر کے اس کی خود ساختہ تفسیر کرنا اور حدیث جو قرآن کی اصلی تفسیر ہے، اس کو یکسر رد کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

اسی بارے میں علامہ محمد بن علی بن محمد، ابن ابی العزحفی رحمہ اللہ (731-792ھ) فرماتے ہیں:

فَيَقَالُ لَهُمْ: الَّذِينَ نَقَلُوا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوءَ قَوْلًا وَفِعْلًا، وَالَّذِينَ تَعَلَّمُوا الْوُضُوءَ مِنْهُ، تَوَضَّأُوا عَلَى عَهْدِهِ، وَهُوَ يَرَاهُمْ

وَيَقْرَهُمْ، وَنَقْلُوهُ إِلَى مَنْ بَعْدَهُمْ، أَكْثَرَ عَدَدًا مِّنَ الَّذِينَ نَقَلُوا لَفْظَ هَذِهِ
الْآيَةِ، فَإِنَّ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا يَتَوَضَّئُونَ عَلَى عَهْدِهِ، وَلَمْ يَتَعَلَّمُوا
الْوُضُوءَ إِلَّا مِنْهُ، فَإِنَّ هَذَا الْعَمَلَ لَمْ يَكُنْ مَعْهُودًا عَنْدهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،
وَهُمْ قَدْ رَأَوْهُ يَتَوَضَّأُ مَا لَا يُخْصِي عَدَدَهُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى، وَنَقَلُوا عَنْهُ ذِكْرَ
غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ فِي مَا شَاءَ اللَّهُ مِنَ الْحَدِيثِ، حَتَّى نَقَلُوا عَنْهُ مِنْ غَيْرِ
وَجْهِ، فِي كُتُبِ الصَّحِيحِ وَغَيْرِهَا، أَنَّهُ قَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ، وَبُطُونِ
الْأَقْدَامِ، مِنَ النَّارِ»، مَعَ أَنَّ الْفَرَضَ إِذَا كَانَ مَسْحَ ظَاهِرِ الْقَدَمِ، كَانَ غَسْلُ
الْجَمِيعِ كُفْلَةً لَا تَدْعُو إِلَيْهَا الطَّبَاعُ، كَمَا تَدْعُو الطَّبَاعُ إِلَى طَلَبِ الرِّيَاسَةِ
وَالْمَالِ، فَلَوْ جَازَ الطَّعْنُ فِي تَوَاتُرِ صِفَةِ الْوُضُوءِ، لَكَانَ فِي نَقْلِ لَفْظِ آيَةِ
الْوُضُوءِ أَقْرَبَ إِلَى الْجَوَازِ، وَإِذَا قَالُوا: لَفْظُ الْآيَةِ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ الَّذِي لَا
يُمْكِنُ فِيهِ الْكَذِبُ وَلَا الْخَطَأُ، فَثُبُوتُ التَّوَاتُرِ فِي نَقْلِ الْوُضُوءِ عَنْهُ أَوْلَى وَأَكْمَلُ.

”شیعہ لوگوں سے کہا جائے کہ جن صحابہ نے نبی اکرم ﷺ سے وضو کے بارے میں
قولی وفعلی احادیث بیان کی ہیں، جنہوں نے آپ ﷺ سے وضو سیکھا، آپ کے سامنے وضو کیا
اور آپ نے اسے برقرار رکھا اور جنہوں نے مسنون وضو کو بعد والوں تک پہنچایا، ان کی تعداد
ان صحابہ کرام کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے، جنہوں نے قرآن کریم کی آیت وضو کے
الفاظ بیان کیے ہیں۔ تمام صحابہ کرام جو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں وضو کرتے تھے،
انہوں نے یہ وضو آپ ﷺ ہی سے سیکھا تھا، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں اس وضو کا طریقہ موجود
نہ تھا۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو بے شمار مرتبہ وضو کرتے ملاحظہ کیا اور بہت سی احادیث
میں آپ ﷺ سے پاؤں کو دھونا نقل کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی
نقل کیا، جو کتب صحاح وغیرہ میں بہت سی اسانید سے مروی ہے کہ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ
مِنَ النَّارِ» (خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی وویل ہے)۔ مزید یہ کہ اگر پاؤں کے

اوپر والی جانب مسح کرنا ہی فرض ہوتا تو پورے پاؤں کو دھونا ایک مشقت والا عمل ہوتا جس پر انسانی طبیعت، جو عموماً مال و ریاست کی طرف میلان رکھتی ہے، کبھی مائل نہ ہوتی، (لہذا سارے مسلمانوں میں پورے پاؤں کو دھونے کا عمل رائج نہ ہوتا)۔ اگر نبی اکرم ﷺ کا وضو بیان کرنے والی متواتر احادیث پر طعن کرنا ممکن ہے تو وضو والی آیت کریمہ پر طعن کرنا بالاولیٰ ممکن ہوگا۔ اگر شیعہ کہیں کہ آیت کریمہ کے الفاظ ایسے تواتر سے منقول ہیں، جس میں غلطی اور جھوٹ کا احتمال نہیں تو بیان وضو والی احادیث میں یہ تواتر زیادہ قوی اور کامل ہے۔

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص: 387,386)

معلوم ہوا کہ دونوں قراءتیں وضو میں پاؤں کو دھونے کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ اسی پر عمل کرتی رہی ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأُمَّةِ، وَلَا اِعْتِبَارَ بِمَنْ شَذَّ.

”امت کا اسی (وضو میں پاؤں دھونے) پر عمل ہے۔ امت سے پھڑ جانے والوں کا کوئی اعتبار نہیں۔“ (سیر أعلام النبلاء: 4/127)

شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی (1114-1176ھ) فرماتے ہیں:

صِفَةُ الْوُضُوءِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ عُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، وَغَيْرُهُمْ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ تَوَاتَرَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَطَابَقَ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ أَنْ يَغْسِلَ يَدَيْهِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ، وَيَتَمَضَّمُضَ، وَيَسْتَنْشِقَ، وَيَغْسِلَ وَجْهَهُ، فِذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، فَيَمْسَحَ بِرَأْسِهِ، فَيَغْسِلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَلَا عِبْرَةَ بِقَوْمٍ تَجَارَتْ بِهِمُ الْأَهْوَاءُ، فَأَنْكَرُوا غَسْلَ الرَّجْلَيْنِ مُتَمَسِّكِينَ بِظَاهِرِ الْآيَةِ، فَإِنَّهُ لَا فَرْقَ عِنْدِي بَيْنَ مَنْ قَالَ بِهَذَا الْقَوْلِ، وَبَيْنَ مَنْ أَنْكَرَ غَزْوَةَ بَدْرٍ أَوْ

أُحِدٍ، مِمَّا هُوَ كَالشَّمْسِ فِي رَابِعَةِ النَّهَارِ .

”نبی اکرم ﷺ سے جو وضو سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن زید، وغیرہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے، بلکہ آپ ﷺ سے متواتر ثابت ہے اور پوری امت اس پر متفق ہے، وہ یہ ہے کہ وضو کرنے والا برتن میں ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوئے، کلی کرے، ناک میں پانی ڈالے، ناک کو صاف کرے، پھر اپنے چہرے کو دھوئے، پھر کہنیوں سمیت دونوں بازوؤں کو دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کرے اور پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوئے۔ ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں جنہوں نے خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہوئے پاؤں کو دھونے کا انکار کر دیا اور اس سلسلے میں قرآن کریم کے ظاہری الفاظ سے استدلال کرنے کی کوشش کی۔ میرے نزدیک ایسی باتیں کرنے والوں اور ان لوگوں میں کوئی فرق نہیں جو غزوہ بدر و احد جیسے روزِ روشن کی طرح عیاں معاملات کا انکار کرتے ہیں۔“ (حجۃ اللہ البالغۃ: 175/1)

بعض لوگ مسلمانوں کی جماعت سے خروج کرتے ہوئے وضو سے پہلے پاؤں دھوتے ہیں اور وضو کے آخر میں ان پر مسح کرتے ہیں۔ شاید وہ اپنے پاؤں کو پلید خیال کرتے ہیں! یہ قرآن و سنت اور اجماع امت کی صریح مخالفت میں بے دلیل عمل ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کو سلف صالحین کے فہم کے مطابق سمجھ کر اسی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں حق پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمادے۔

آمین: یا رب العالمین!

وضو میں ناک کس ہاتھ سے جھاڑیں؟

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنا ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑے، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو میں اپنا ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑا اور فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ

کا عمل مبارک یہی تھا۔ (مسند الإمام أحمد: 135/1، وسندہ صحیح)